مطبوعات

سیرت المختار صلی اللہ علیہ وسلم | تالیف: الشیخ مصطفےٰ غلاییني۔ ترجمہ: جناب ملک غلام علی صاحب شائع کردہ: مکتبہ تعمیرِ انسانیت اندرون موچی دروازہ۔ لاہور۔ صفحات: ۱۷۵ قیمت: ۵ روپے۔

یہ سیرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسی مستند کتاب ہے جو اگرچہ ضخامت کے اعتبار سے مختصر ہے مگر مواد اور نفسِ مضمون کے لحاظ سے جامع ہے۔ اس کتاب کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ عہدِ حاضر کے ایک ممتاز عالمِ دین نے اسے تصنیف کیا ہے اور ایک دوسرے صاحبِ بصیرت عالمِ دین نے بڑی محبت اور عرق ریزی کے ساتھ اسے اُردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ فاضل مترجم نے ترجمے کے لیے ایک ایسا اسلوبِ بیان اختیار کیا ہے جس میں "ترجمہ پن" کا کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ کتاب کے آخر میں احادیث سے حضورؐ کی اخلاقی تعلیمات و ہدایات کا ایک نہایت اچھا انتخاب شامل کر دیا گیا ہے۔

یہ کتاب یُوں تو ہر طبقے کے لیے بصیرت افروز ہے لیکن اگر اسے ثانوی تعلیم کے نصاب میں داخل کر لیا جائے تو یہ بڑی مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کا انگریزی ترجمہ شائع کیا جائے اور انگریزی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبا تک اسے پہنچایا جائے۔

کتابت و طباعت کا معیار عمدہ ہے۔

معروف و منکر | مصنف: سیّد جلال الدین انصر عمری۔ ناشر: اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور۔ صفحات ۲۴۰ سفید کاغذ۔ طباعت آفسٹ۔ قیمت ۸ روپے۔

جناب انصر عمری معروف اہلِ قلم ہیں جن کی تصنیفات خاصا تحقیقی رنگ لیے ہوتی ہیں۔ زیرِ نظر تصنیف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے موضوع پر ہے جسے معروف و منکر کے معنیٰ و مفہوم، فرضیت و اہمیت،

شرائط، وسائل وذرائع، حدود و آداب اور اوصاف وغیرہ چودہ ابواب میں تقسیم کر کے ہر مبحث کو نہایت واضح اور مدلل طور پر پیش کیا گیا ہے۔

کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ سے بعض چیزیں خاص طور پر سامنے آتی ہیں۔ مثال کے طور پر معروف کا حکم دینے اور منکرات سے روکنے کے بارے میں عام طور پر جو تاثر پایا جاتا ہے کہ یہ صرف اہلِ علم کا کام ہے اور عامۃ المسلمین اس ذمہ داری سے سبکدوش ہیں، زائل ہو جاتا ہے۔ اور ناظرِ کتاب یہ سمجھنے لگتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ہر مسلمان پر اس کی صلاحیت و استعداد کے مطابق عائد ہوتا ہے۔ دوسری بات خود معروف و منکر کا صحیح تصور ہے۔ بالعموم یہ سمجھا جاتا ہے کہ کوئی بداخلاقی کا مرتکب ہوا تو اسے منع کر دیا یا کسی کو نماز روزے کی تلقین کر دی تو حکم کا تقاضا پورا کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے حالانکہ معروف و منکر کا مفہوم اس سے بہت کچھ وسیع ہے۔ معروف کے دائرے میں دینِ حق کی ہر تعلیم آتی ہے۔ اور منکر سے مراد ہر خلافِ اسلام چیز ہے۔ خواہ اس کا تعلق اخلاق سے ہو، خواہ معاشرت و معیشت اور حکومت و سیاست سے یا زندگی کے کسی دوسرے شعبے سے۔ کتاب کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ کوئی بات دلیل کے بغیر نہیں کہی گئی، کتاب و سنت اور اہلِ تحقیق ائمہ کرام کی تحریروں سے استشہاد کیا گیا ہے اور ہر عنوان کے تحت سیر حاصل مواد جمع کر دیا ہے۔ بلاشبہ کتاب کی ترتیب و تالیف میں مؤلف نے خاصی محنت کی ہے۔ ہماری رائے میں اس کتاب کا مطالعہ ہر دیندار کو بالعموم اور عربی مدارس کے فارغ التحصیل حضرات کو بالخصوص کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ احیائے اسلام کی سعی و جہد میں اپنا کردار بحسن و خوبی ادا کر سکیں۔

زیرِ نظر تالیف جہاں مذکورہ محاسن کی حامل ہے وہاں تبصرہ نگار کی رائے میں بعض مقامات پر اس میں غیر ضروری طوالت بھی آگئی ہے۔ مثلاً معروف و منکر کا جامع مفہوم بتانے کے لیے چھتیس صفحات استعمال کیے گئے ہیں جو بہر حال زیادہ ہیں اور تفصیل کا یہی رنگ کم و بیش ہر مبحث میں پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں عربی اور اردو عبارات میں کہیں کہیں کتابت کی غلطیاں بھی موجود ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں فاضل مؤلف اور محترم ناشران امور کا خیال رکھیں گے۔

تاریخ بیتُ المقدِس | مُصنّف: ممتاز لیاقت۔ ناشر سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور۔ صفحات ۲۶۸۔ سفید

کاغذ۔ طباعت عمدہ۔ قیمت ۱۲ روپے ۵۰ پیسے۔

بیت المقدس کے ساتھ یُوں تو شروع ہی سے مسلمانوں کو تعلقِ خاطر رہا ہے لیکن گذشتہ عرب اسرائیل جنگ کے دوران جب یہ مشہدِ انبیاء اہلِ اسلام کی تحویل سے نکل کر یہود کے قبضے میں گیا تو ہر مسلمان کا دل تڑپ اٹھا۔ کرب و اضطراب کی ایک کیفیت تھی جو پُورے عالمِ اسلام پر طاری ہو گئی۔ متاعِ نایاب چھن جائے تو اُس کی قدر و قیمت کا احساس کچھ زیادہ ہی ہونے لگتا ہے۔ ایسا ہی قبلۂ اوّل کے بارے میں بھی ہُوا۔ یہودی تسلّط کے بعد ہر حسّاس مسلمان اپنی متاعِ گم گشتہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ باخبر ہونا چاہتا تھا اور یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ حادثہ کیوں پیش آیا۔ جناب ممتاز لیاقت نے "تاریخ بیت المقدس" لکھ کر اس ضرورت کو پُورا کیا ہے۔

کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب "صبحِ قیامت" کے عنوان سے فریاد و فغاں کا مرقع ہے۔ دوسرا باب جو اسّی صفحات پر پھیلا ہُوا ہے، ۲۵۰۰ قبل مسیح سے لے کر ۱۹۶۷ء تک کے حالات پر مشتمل بیت المقدس کی مکمل تاریخ ہے۔ تیسرے باب سے لیکر نویں باب تک کا حصّہ دراصل شہرِ مقدس، مسجدِ اقصیٰ، قبۃ الصخرہ اور دوسری متعدد زیارتوں کا ایک جامع تعارف ہے۔ اس سے آگے کے دو باب اُن دردناک حالات کی تصویر پیش کرتے ہیں جو یہودی قبضے کے بعد تباہی و بربادی اور بے حرمتی و آتشزنی کی صورت میں القدس اور نواحی علاقوں میں پیش آئے۔ آخری باب میں صہیونیت اور اس کے آئندہ عزائم کا تذکرہ ہے یعنی نیل سے لے کر فرات تک کے عرب علاقہ پر صہیونی تسلّط۔ اعاذنا اللہ عنہ۔

توضیحِ مدّعا کے لیے چند نقشے اور متعدد تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ پوری کتاب مؤرخانہ شان رکھتی ہے اور فاضل مصنف کی محنت و ریاضت کا منہ بولتا ثبوت بھی۔

"تاریخ بیت المقدس" کا مطالعہ اُن لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے جو اپنے مسائل کے حل کے لیے کبھی امریکہ اور کبھی رُوس کی طرف رجُوع کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمِ اسلام کے تمام مسائل بڑی طاقتوں نے اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے خود پیدا کیے ہیں۔

توقع ہے کہ اِس کتاب کو پڑھ کر مسلمانوں کے دل میں احساسِ زیاں پیدا ہو گا۔ اُن کی غیرت کو جوش آئے گا اور بعید نہیں کہ ایک روز وہ اس چیلنج کو بھی قبول کر لیں جو صہیونیت کے علمبردار عرصے سے

مسلمانوں کو دے رہے ہیں۔

ہم مصنف اور ناشر کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو منصۂ شہود پہ لا کر اردو ادب کی ایک کمی پوری کی ہے۔

سرورِ کونینؐ، اغیار کی نظر میں | مؤلف: بشیر احمد سید۔ ناشر: کتاب مرکز بازار فاروق گنج گوجرانوالہ صفحات ۲۰۰۔ کاغذ سفید۔ کتابت وطباعت عمدہ۔ قیمت ۶/- روپے۔

دنیا میں بہت کم شخصیات ایسی گزری ہیں کہ جنہیں اپنوں اور بیگانوں سب نے خراجِ عقیدت پیش کیا ہو۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے بعد یہ اعزاز صرف سرورِ کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ ہر دور میں ہر مذہب وملت کے پیرو آپ کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ آپؐ کا بے داغ کردار اور آپؐ کا عظیم اخلاق ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے کسی کو مجالِ انکار نہیں یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی بارگاہِ فضائل ومحامد میں جو بھی داخل ہوا، سرِ فخر وغرور جھکا کر داخل ہوا اور گلہائے عقیدت نچھاور کیے بغیر نہ رہ سکا۔ بشیر احمد سیّد صاحب نے زیرِ تبصرہ تالیف میں انہی گلہائے عقیدت کو پیش کیا ہے۔ اس مجموعہ میں متعدد معروف ہندو، سکھ اور مسیحی اہلِ علم کے رشحاتِ فکر شامل ہیں جنہوں نے آپؐ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر قلم اٹھایا ہے۔ آخر میں غیر مسلم شعرائے کرام کا نعتیہ کلام بھی درج ہے۔

اِس مجموعہ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیائے جدید کے غیر مسلم اکابر، اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے بارے میں کیا احساسات رکھتے ہیں۔

ہماری رائے میں اگر مضامین اور اقتباسات کے ماخذ بھی بیان کر دیئے جاتے تو کتاب کی استنادی حیثیت بہت بڑھ جاتی۔ نیز آئندہ ایڈیشن میں کتابت کی بعض ناگوار غلطیوں کی بھی اصلاح کر دی جانی چاہیے۔